رجسٹرڈ انگلینڈ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ۱۰ ؎
ششماہی ...... ۶ ؎
سہ ماہی ...... عہ

قیمت پرانا پرچہ ۴ر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار
مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ...... ۱۰ ؎
ششماہی ...... ۶ ؎
سہ ماہی ...... عہ

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد | ۱۹ امرداد ۱۳۵۳ ف | ۲ رجب ۱۳۶۳ھ | ۲۴ جون ۱۹۴۴ء | نمبر ۱

ترکی اور جرمنی

از

لیونارڈ کرشین

فان پاپن سفیر جرمنی متعینہ انقرہ جب یہ اطلاع دینے کے لئے جرمنی کو روانہ ہوا تھا کہ ترکی نے کروم کی برآمد روک دی ہے تو جرمنی کو یہ دھمکی دینے کا موقع ملا تھا کہ اس عمل کے نتائج ترکی کے لئے ٹھیک نہیں۔ کہا جاتا تھا کہ جرمنی کا رد عمل ایسا ہوگا جیسا کہ دیر سے پھٹنے والے بم کا ہوتا ہے۔ فان پاپن جرمنی جا کر انقرہ واپس آگیا اور واپس ہوتے ہی ترکی وزیر خارجہ نعمان منمنجی اوغلو سے ملا اور کروم کی برآمد روکنے کے متعلق جرمنی کی جانب سے ایک یادداشت وزیر خارجہ ترکی کے حوالہ کی۔

انقرہ کے باخبر حلقوں میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ یادداشت اتنی بری نہیں تھی جتنی کہ ترکوں کو توقع تھی۔ بلکہ خلاف توقع نرم تھی۔ جرمنی نے اس یادداشت میں صرف اپنا نقطۂ نظر پیش کیا تھا جو یہ تھا کہ ترکی نے جرمنی کو کروم کی برآمد روک کر معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔

بہرحال دیر سے پھٹنے والا بم نہیں پھٹا۔ اور سب سے زیادہ خود ترکوں کو اس پر حیرت ہوئی۔ جرمنی نے کیوں یہ روش اختیار کی اس کے کئی وجوہ ہیں۔ سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ جرمنی ابھی [illegible] سے محروم ہے۔ وہ خود ایک نیا محاذ کھولنے کے لئے اقدام نہیں کر سکتا۔ کروم سے متعلق فیصلہ کرنے میں ترکوں کو بڑی دقت پیش آئی

مگر جب ایک بار تصفیہ ہو گیا کوئی چیز ان کو اس فیصلہ سے منحرف نہیں کر سکتی تھی ــــ بجز جنگ کے۔ جب ترکوں نے فیصلہ کیا انہیں یقین نہیں تھا کہ جرمنی کا رد عمل کیا ہوگا۔

بہرحال اب ترکوں کو معلوم ہو گیا کہ جرمنی کا رد عمل کیا تھا۔ گزشتہ فبروری میں برطانیہ اور ترکی کی گفت و شنید منقطع ہو گئی کیونکہ ترکوں نے خیال کیا کہ ہوائی اڈوں کو متحدین کے حوالہ کرنے میں جرمن حملوں کا خطرہ ہے۔ برطانوی وفد نے ترکوں سے کہا کہ اب جرمنی کے فوجی رد عمل کا اندیشہ نہیں ہے۔ اس سے شاید ترکوں کو یہ گمان ہوا کہ برطانوی وفد انہیں بہرصورت جنگ میں گھسیٹنا چاہتا ہے۔ اب ترکی کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ برطانیہ کے فوجی ماہرین نے جو کچھ کہا تھا وہ معتبر اطلاعات پر مبنی تھا۔ اس نقطۂ نظر سے کروم کی برآمد کو روکنے کا مسئلہ ایک ایسی آزمائش تھی جس سے دوسرے فیصلوں میں مدد مل سکتی ہے۔

ترکی کے خلاف جرمنی کی روش کیوں سخت نہیں ہوئی اس کے دوسرے وجوہ بھی ہیں۔ سیاسی نقطۂ نظر سے جرمنی کو [illegible] نہیں لیکن اسے ترکی کے ساتھ خوش اخلاقی برتنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ ترکی آئندہ مہینوں میں کم از کم غیر جانبدار رہے۔ ترکی کا رنگ دیکھتے جرمنی کچھ ہو سکتا ہے مگر کچھ عمل نہیں کر سکتا۔

اس کے علاوہ کچھ معاشی وجوہ بھی ہیں۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ برطانیہ نے اپنی یادداشت میں ترکی سے خواہش کی تھی کہ وہ کروم کے علاوہ دوسری اشیا کی برآمدات بھی روک دے جیسے کپاس نباتاتی روغن وغیرہ۔ اگر کروم کی برآمدات کی مسدودی کے خلاف جرمنی کوئی قدم اٹھاتا اور خود اپنی برآمدات روک دیتا تو وہ امور بھی از خود طے ہو جاتے جو برطانیہ اور امریکہ نے اپنی یادداشت میں درج کئے تھے لیکن جرمنی نے حالات کو ان کی رفتار پر چھوڑ دیا۔

اب ترکی کو دوسرے امور کے تصفیہ میں دشواری نہ ہوگی۔ سمجھا جاتا ہے کہ فان پاپن نے جو یادداشت وزیر خارجہ ترکی کے حوالہ کی تھی اس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ جرمنی کو نقض معاہدہ کا کوئی معاوضہ ملنا چاہئے۔ یہ معاوضہ اس لئے طلب کیا گیا ہے کہ ترکی اب ان اشیاء خام کی برآمد کو روکنے کی کوشش کرے گا جو جرمنی کے معاشی جنگ کے لئے ضروری ہیں۔

جرمنی سے عنقریب تجارتی گفتگو ہونے والی ہے۔

اب ترکوں کو کوئی فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں وہ تجارتی گفت و شنید شروع ہونے تک انتظار کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ دیکھیں گے کہ دوسری اشیا کی برآمد کو روکنے کی کوشش کریں گے۔ اس میں کوئی دشواری نہ ہوگی کیونکہ جیسا کہ وزیر خارجہ ترکی نے چند روز قبل سمرنا میں اعلان کیا تھا کہ جرمنی سے درآمدات کی کمی کے معاوضہ میں اقوام متحدہ سے کافی درآمدات حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بہرحال جرمنی غذائی اجناس کی صورت میں کچھ نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جرمنی کچھ زیادہ اجناس خود وہاں حاصل کر سکے گا۔ اب جرمنی کو اغذیہ کی شدید ضرورت ہے۔ یہ ایک عجیب چیز ہے کیونکہ اس سے اس خیال کی توثیق ہوتی ہے کہ جوں جوں جرمنی روسی علاقوں سے نکال دیا جائے گا وہ وسائل اغذیہ سے محروم ہو جائے گا۔ جرمنی جانتا ہے کہ وہ پسپا ہو رہا ہے۔ اس کی ساری امیدیں جنگ کو طول دینے اور اقوام متحدہ کو تھکانے پر منحصر ہیں۔ لیکن ترکی اس کے [illegible]

بقیہ ملاحظہ صفحہ (۱۰)

چارمینار پریس

اشتہار، پوسٹر، پمفلٹ، رسالے، کتابیں، اخبار، رسالے، اردو، انگریزی، گجراتی، ہندی، مرہٹی، تلنگی، کنڑی، ہر زبان اور ہر قسم کی چھپوائی کا معقول انتظام

چارمینار پریس حیدرآباد دکن فون نمبر ۲۲۹۱

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴ | ۱۹ امرداد ۱۳۵۵ ف | نمبر ۱

عوام کے اطمینان کا سامان

گزشتہ ہفتہ محکمہ رسد نے ایک نہایت کامیاب صحافتی کانفرنس منعقد کی جس میں اس محکمہ کے ہر شعبہ پر صرف روشنی ڈالی گئی بلکہ ارباب صحافت کے استفسارات اور شکوک کا تشفی بخش جواب دیا گیا۔

مسٹر میلو کمشنر سوتی پارچہ نے بتایا کہ حیدرآباد میں دو کروڑ گز سے زائد معیاری پارچہ درآمد کیا گیا تھا جس میں سے صرف ایک کروڑ گز فروخت ہو سکا۔ معیاری پارچہ کی عدم مقبولیت کی بڑی وجہ یہ بتائی گئی کہ سوتی پارچہ کی قیمتوں پر نگرانی قائم ہونے کی وجہ سے معیاری پارچہ کی مانگ گھٹ گئی۔ اگر یہ وجہ صحیح ہے تو حکومت کی مشنری قابل مبارکباد ہے۔ لیکن معیاری کپڑے کی مانگ کم ہونے کی ایک اور بھی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کپڑا درآمد کیا گیا وہ حیدرآبادی مذاق کے مطابق نہ تھا۔ اگر اس کی اصلاح کر دی جائے تو قریب مستقبل میں معیاری پارچہ بھی زیادہ مقبول ہو سکتا ہے۔

مسٹر میلو نے یہ بھی بتلایا کہ نہ صرف قیمتوں پر نگرانی قائم رکھی جائے گی بلکہ سوت اور پارچہ کی رسد کو بھی قابو میں رکھنے کی کوشش کی جائے گی اور ہر مرکز پر جہاں پارچہ صرف ہوتا ہے اتنی ہی مقدار فراہم کی جائے گی جو وہاں کی ضروریات کے لئے کافی ہوگی۔ یہی ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ پارچہ کی بھی راشن بندی پیش نظر ہے اگر یہی منشاء ہے تو اس اسکیم کی تفصیلات کو قبل از قبل شائع کر دیا جائے تو بہتر ہوگا تا کہ معترضین کو اس پر اظہار خیال کا موقع مل سکے۔

مسٹر رماچاری کنٹرولر سیول سپلائز نے بتلایا کہ اغذیہ اور پارچہ کی قیمتوں کو قابو میں رکھنے کا ایک اور موثر طریقہ یہ ہے کہ دیگر اشیائے احتیاج کی قیمتوں کو بھی قابو میں رکھا جائے۔ چنانچہ سیول سپلائز کے شعبہ کا یہی مقصد ہے۔ مسٹر رماچاری کے بیان کا یہ جزو نہایت امید افزا تھا کہ انہوں نے بعض معترضین کی شکایت کی بنا پر ایک ذخیرہ باز کے قبضہ سے چالیس ہزار روپئے نقد برآمد اور ضبط کئے۔ یہ اقدام نہایت اچھی بات ہے۔ اگر اسی نوعیت کے دس بیس اور مقدمات عدالت میں پیش ہو جائیں تو یقین ہے کہ بازار پر اس کا نہایت صحت بخش اثر مترتب ہوگا۔

اس صحافتی کانفرنس کا سب سے اہم بیان وہ تھا جو مولوی رضی الدین صاحب ناظم اغذیہ نے دیا جس کے ذریعہ ارباب صحافت کو پہلی مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ ساہوکار کے مقابلہ میں سرکار کی مشنری بہت زیادہ طاقتور، بااثر اور مقتدر ہے اور نتیجہ کہ ساہوکار اپنی سرمایہ داری، چال بازی اور مکر و فریب کے باوجود اغذیہ کے میدان میں سرکار کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کامیابی کی بڑی وجہ صرف یہ ہے کہ سرکار کی نیت عوام کے لئے غذا فراہم کرنا ہے۔ اس کے برعکس ساہوکار کی نیت غذا کو عوام کی دسترس سے بچا کر روپیہ کمانا ہے نیت کا یہی فرق ہے جو حکومت کے منصوبوں کی سرسبزی کا موجب ہو رہا ہے۔

مولوی رضی الدین صاحب کے بیان سے جہاں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ خدا کے فضل اور حضرت آصف جاہ سابع کے اقبال سے حیدرآباد میں اغذیہ کی بہ حیثیت مجموعی کمی نہیں وہاں یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ چاول کی حد تک محکمہ رسد کا موقف کمزور ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ چاول کی خریدی کی بہت بڑی ذمہ داری حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن پر عائد ہوتی ہے۔ اگر یہ ادارہ محکمہ رسد کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق پیٹھ بازار میں چاول خریدے تو پھر چاول کھانے والوں کو کوئی زحمت یا پریشانی نہ ہوگی۔

اس بیان کی وضاحت کرتے ہوئے مولوی سید فضل اللہ صاحب نے جو تقریر کی اس سے ظاہر ہوا کہ جوار اور باجرہ ممالک محروسہ میں کافی سے زائد مقدار میں موجود ہے۔ ان اجناس کو اس لئے محفوظ رکھا گیا ہے کہ اگر چاول اور گیہوں توقع کے مطابق دستیاب نہ ہو تو جوار اور باجرہ کے ذریعہ اس کمی کو پورا کیا جائے گا لیکن مولوی فضل اللہ صاحب کے بیان کے مطابق یہ آخری صورت ہوگی۔ اس اثناء میں کوشش کی جا رہی ہے کہ پنجاب سے پچاس ہزار ٹن گیہوں درآمد کئے جائیں اور زائد از ضرورت جوار یا باجرہ کو برآمد کر کے اس کے معاوضہ میں چاول حاصل کئے جائیں۔ اسی طرح آٹھ ہزار ٹن میسور کے معاوضہ میں آٹھ ہزار ٹن گیہوں حاصل کئے جائیں۔ اگر یہ کوششیں بار آور ہو جائیں تو تبدیلی غذا کی نوبت نہ آئے گی اور ہر شخص کو وہی غذا ملے گی جس کا وہ عادی رہا ہے۔

برآمدات کے متعلق بھی مولوی فضل اللہ صاحب نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ گزشتہ چھ ماہ سے ایک دانہ بھی برآمد نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس دوران میں پنجاب اور متوسط صوبہ سے آٹھ ہزار ٹن گیہوں اور تین ہزار ٹن چاول درآمد کئے گئے البتہ دالیں جن کی افراط ہے ایک مقررہ مقدار میں برآمد کی گئی ہیں۔

یہ سارے واقعات ایسے ہیں جو اس سے قبل بھی عوام تک پہنچائے جا چکے ہیں لیکن زیر بحث صحافتی کانفرنس میں سب سے اہم بات جو ظاہر ہوئی یہ ہے کہ محکمہ رسد نے ہر ضلع کی پیداوار اور ضروریات کی تفصیلی پیمائش کرنے کے بعد آئندہ فصل تک کے لئے ممالک محروسہ کا ایک مکمل غذائی خاکہ مرتب کر لیا ہے جس کے مطابق عمل ہو رہا ہے۔ اور یہی چیز ہے جس کی وجہ سے عوام کو مطمئن ہونا چاہئے کہ محکمہ رسد اس اہم مسئلہ کے ہر پہلو پر ایک حاوی اور غائر نظر رکھتا ہے۔ یہ غذائی خاکہ جیسا کہ ہونا چاہئے ہر فصل کے بعد از سر نو تیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ موجودہ خاکہ خریف اور آبی کی فصل درو ہونے تک کا ہے اور اہل ملک کو اس سے مطمئن ہونا چاہئے کہ اس مدت تک حکومت کے ذخائر عوام کی غذائی ضروریات کی تکمیل کرنے کے قابل ہیں۔

مولوی عبد القیوم صاحب نے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی مصروفیات پر تبصرہ کرتے ہوئے چند ایسے امور پر روشنی ڈالی جن کے متعلق عوام میں غلط فہمیاں پھیلائی گئی تھیں مثلاً ساہوکاروں نے یہ افواہ پھیلا دی تھی کہ کارپوریشن کے گوداموں میں جو چاول رکھا گیا ہے وہ بتدریج خراب ہوتا جا رہا ہے اس کی حفاظت کے انتظامات ناقص ہیں یہ بھی کہا جا رہا تھا کہ کارپوریشن کے پاس اجناس کے حمل و نقل کے لئے کوئی ہمہ گیر پروگرام موجود نہیں ہے وغیرہ۔ مولوی عبد القیوم صاحب نے واقعات اور تفصیلات کے ذریعہ صحافتی کانفرنس کو مطمئن کر دیا کہ نہ صرف اجناس کی حفاظت کی ذمہ داری سے کارپوریشن کوتاہی واقف ہے بلکہ حمل و نقل کے انتظامات بھی ایک نظام العمل کے مطابق کئے جا رہے ہیں۔ البتہ اجناس کی خریدی کے جو اعداد مولوی عبد القیوم صاحب نے پیش کئے وہ اتنے زیادہ امید افزا نہ تھے۔ کارپوریشن کے شعبہ خرید کو بہت زیادہ سرگرم ہونے کی ضرورت ہے۔

مولوی حمید الدین صاحب ناظم راشن بندی نے بتلایا کہ ان کے سررشتہ کی پوری توجہ اب اس امر پر ہے کہ راشن کارڈ کا بیجا استعمال نہ ہو اور یہ کہ ساہوکاروں کی چال بازیوں پر ان کا سررشتہ نہ صرف نظر رکھ رہا ہے

CENTRAL URDU LIBRARY
URDU HALL, HIMAYATNAGAR,
HYDERABAD-500029

بلکہ تعدیل کا طالب آرزو ہے۔ یہ امر نہایت امید افزا ہے۔ ... کا رد و ترمیم کر دینا آسان ہے لیکن اچھا بازار کا قلع قمع اتنا آسان نہیں۔ اگر مولوی حمید الدین صاحب نے اس مہم کو سر کر لیا تو ان کو یہ کارنامہ واقعی قابل قدر ہوگا۔

اس صحافتی کانفرنس سے ہم نہایت اچھے توقعات رکھتے ہیں بالخصوص اس وجہ سے کہ متعلقہ عہدہ داروں کے بیانات ہیں ہمارے اعتراضات اور استفسارات کے جوابات پہلے ہی سے موجود تھے۔

آئندہ پریس کانفرنس کے متعلق ہم مولوی فضل اللہ صاحب کو ایک ضروری مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ ایک صحیفہ نگار کو ایک شعبہ کے متعلق ایک ہی مرتبہ اپنے سامنے سوالات پیش کرنے کی اجازت دی جانی چاہئے تاکہ دوسرے صحیفہ نگاروں کو اپنے شکوک رفع کرنے کا موقع مل سکے۔ گزشتہ کانفرنس میں جو طریقہ عمل روا رکھا گیا وہ صحیح نہ تھا۔ اگر نظم و ضبط قائم رکھا جائے اور ہر صحیفہ نگار کو گفتگو کا موقع دیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ محکمہ رسد کی کانفرنسیں زیادہ مقبول اور دلچسپ ہوا کریں گی۔

قومی وثائق پس اندازی کا اجراء

کچھ عرصے سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ اجرتوں اور زرعی اشیاء کی قیمتوں میں ایک معتد بہ اور قابل قدر اضافہ کی وجہ سے پبلک کی اور خصوصاً کاشتکاروں کی آمدنی پہلے کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی ہے لیکن ان کے پس انداز کے مناسب مواقع حاصل نہیں ہیں جس سے ایک طرف تو قومی دولت میں اطمینان بخش طریقہ پر اضافہ نہیں ہو رہا ہے اور دوسری طرف افراط زر روز بروز شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ فی الحال ڈاک خانہ جات سرکار عالی میں عوام کو سیونگس بینک اور وثائق نقدی کے ذریعہ اپنی پس انداز رقوم جمع کرنے کے مواقع حاصل ہیں۔ لیکن وجوہات مندرجہ بالا کے پیش نظر سرکار عالی نے تصفیہ کیا ہے کہ ۱ امرداد ۱۳۵۵ف سے ڈاک خانہ جات موقوعہ سرکار عالی میں قومی وثائق پس اندازی بھی جاری کئے جائیں۔

قومی وثائق پس اندازی پانچ مختلف قیمتوں یعنی دس روپے، پچاس روپے، ایک سو روپے، پانچ سو روپے اور ایک ہزار روپے کے مل سکیں گے اور تاریخ اجرائی سے بارہ برس سال کے ختم پر واپسی کے وقت ان میں سے ہر ایک کی قیمت دوگنی ہو جائے گی۔ یعنی پندرہ روپے پچیس روپے۔ ایک سو پچاس روپے ... سات سو پچاس روپے اور ایک ہزار پانچ سو روپے ادا و واجب الادا ہوں گے اس طرح بشرح ... فیصد سالانہ سود مرکب منافع ...

”حیدرآباد کی غیر مسلم رعایا کو بادشاہ سے دور کیا جا رہا ہے“

مولوی بہادر خاں صاحب کی سیاست پر ”رعیت“ کا تبصرہ

ذیل میں ”رعیت“ کے ایک اداریہ کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں:—

(۱) اتحاد ملت کی اس تعلیم کی بدولت ایک قسم کا نسلی یا مذہبی تعصب تو ضرور پیدا ہو چکا ہے۔

(۲) اگر معاملہ صرف خاندان آصفی کی شخصی اقتدار کا ہوتا تو یقیناً شخصی حکمرانی کو گوارا کیا جا سکتا تھا کیونکہ خاندان آصفی کے ساتھ ریاست کی ہندو رعایا کے بھی بعید سے تعلقات وابستہ ہیں جن کی بنا پر کچھ روایات بھی قائم ہو چکی ہیں اور ان کو آناً فاناً بھلایا نہیں جا سکتا۔

(۳) آج دنیا میں سارے نسلی اغراض کے لئے یا تو خاندانی بادشاہت کام دیتی ہے یا جمہوریت۔ ان دونوں کے سوا جو بھی طریقہ حکومت ایجاد کیا جائے اس کا نتیجہ سوائے فتنہ و فساد کے کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ آج کی دنیا میں یا تو کسی بادشاہ کے ناقابل تقسیم اقتدار اعلیٰ کے اصول کو تسلیم کیا جاتا ہے جو نسبتاً کم مضرت رساں ہے یا عوام کے اقتدار اعلیٰ کا اصول ہے جس کو نہایت مفید اور بہترین طریقہ حکومت خیال کیا جاتا ہے مگر اتحاد ملت کا نظریہ اگر نسلی نہیں تو مذہبی یا فرقہ وارانہ ہے اور پوری سیاست کی مذہبی یا فرقہ وارانہ نظریہ مذہبی یا فرقہ وارانہ کشمکش کی جانب رہنمائی کرے گا۔ ہم تو اس نظریہ اور اس تعلیم کے برکات برابر دیکھ رہے ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا فلسفہ جو بجائے محبت کے نفرت و حقارت اور اشتراک عمل کے بجائے اجنبیت اور مخالفت کے جذبات کی اساس پر مبنی ہو مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔

(۴) اس ریاست میں جو لوگ جمہوری طرز کی حکومت چاہتے ہیں وہ مملکت کی آئندہ انقلاب میں بھی تخت و تاج آصفی کو مستحکم دیکھنے کے متمنی ہیں۔

(۵) اتحاد ملت کی تعلیم اور اس کی بدولت رونما شدہ احوال یہ تمام حیدرآباد کے غیر مسلموں کو ان کے بادشاہ سے دور کرنے والے ہیں جو اپنے بادشاہ سے قریب ہونا چاہتے ہیں مگر اتحاد ملت ان کو دور کر رہا ہے۔

(۶) اتحاد ملت یہ کہتے ہیں کہ حیدرآباد کے بادشاہ یا تو صرف مسلمانوں کے بادشاہ ہیں یا حیدرآباد کے مسلمان سارے غیر مسلموں کے بادشاہ ہیں۔ حیدرآباد کی غیر مسلم ...

آبادی پر اتحاد ملت کی تعلیم کا سوائے اس کے کوئی اثر مرتب نہیں ہو سکتا اور اس تعلیم کا اثر یہ ناجائز ... حق میں کس حد تک مفید ہے یہی مسئلہ ان حیدرآبادیوں کی توجہ کے قابل ہے۔

اگر آپ

اچھی ہوا، اچھا پانی، اچھی صحت
سادہ زندگی اور دلچسپ قدرتی مناظر
سے لطف اٹھانا چاہتے ہیں تو
کاشتکار بنئے
سرکار خواہش مندوں کو زمین
کے علاوہ اچھی کھاد، اچھے تخم
اور تقاوی دے رہی ہے۔

... ایصال ہوگا۔ تاریخ اجرائی کے تین سال گزرنے کے بعد خریدار جس وقت چاہیں اپنے وثائق خارج کروا سکتے ہیں۔ اور مناسب شرح بلحاظ مدت ہر وثیقہ کی پشت پر درج رہے گی۔ حاصل کر سکتے ہیں۔
(محکمہ اطلاعات)

نیلگیری کی بہترین چائے کا واحد مرکز جینا نیلگیری ٹی ایمپوریم روبرو عظیم جاہی مارکٹ

دوسرا محاذ

متحدین کی ہوائی برتری کا مظاہرہ

جولائی ۱۹۴۴ء کا دوسرا ہفتہ تاریخ میں ایک اہم ترین ہفتہ شمار کیا جائے گا۔ ڈنکرک پر پسپائی کے بعد یورپ میں متحدین کا دوبارہ قدم رکھنا ایک خواب سا معلوم ہوتا تھا۔ ڈنکرک کے واقعہ اور روس پر جرمنی کے حملہ کے بعد سمجھا جاتا تھا کہ اب ہٹلر کی باری ہے کہ برطانیہ پر حملہ کرے اور آخر شکست شرائط صلح منوائے۔ جزائر برطانیہ کی حیثیت ایک محصور قلعہ کی ہوگئی تھی۔ مگر ہٹلر حملہ زیادہ کر سکا۔

اس تاریک دور میں بھی جبکہ برطانیہ پوری طرح سمجھے ہوئے بغیر تنہا لڑ رہا تھا یہ خیال ہمیشہ غیر شعوری طور پر موجود تھا کہ یورپ کی آزادی کے بغیر جنگ ختم نہیں ہوسکتی۔ مگر ہٹلر برطانیہ پر یورش نہ کر سکا اور اسی مایوسی کے عالم میں روس کو اپنے غیظ وغضب کا نشانہ بنایا۔ برطانیہ کے باشندے اطمینان محسوس کرنے لگے اور اب وہ ایک سال کی آزمائش کے بعد اپنے گھروں میں سو سکتے تھے۔ روس اور برطانیہ میں اتحاد ہوگیا اگرچہ روس کی طاقت پر شبہ تھا۔ آہستہ آہستہ یہ حقیقت بے نقاب ہونے لگی کہ ہٹلر اس اعتماد میں کہ آٹھ دس ہفتوں میں روس کو فتح کرنے کے بجائے دوسرا محاذ پیدا کر رہا ہے۔ دوسرا محاذ ہٹلر کے لئے ایک خوفناک بھوت ہے۔ خود ہٹلر کو خیال تھا کہ جرمنی کو پہلی جنگ عظیم میں دوسرے محاذ کی وجہ سے شکست ہوئی۔

اسٹالن کا مطالبہ

اب برطانیہ کو ایک دوسرا محاذ کھولنے کا موقع ملا تھا مگر برطانیہ اس موقف میں نہیں تھا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے۔ اس واقعہ سے قطع نظر کہ برطانیہ کے سامنے جنگ کی نہیں ہوئے تھے وہ ایسے وقت میں ایک دوسرے محاذ کے لئے دوچار ہونے تیار نہیں تھا جبکہ سرخ فوج محاذ روس پر پسپا ہوتی جا رہی تھی۔ اگر دوسرے محاذ کا کوئی خیال بھی تھا تو وہ پس منظر میں چلا گیا جبکہ ۱۹۴۱ء کے ختم پر جاپان جنگ میں آ جانے کو دیکھا۔ ۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۱ء دوسرے محاذ کا خیال محض ایک خواہش کی حیثیت رکھتا تھا ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۲ء میں یہ خیال ایک امکان بعید معلوم ہوتا تھا۔ ۱۹۴۲ء کے موسم گرما میں روس کی صورت حال نمایاں طور پر نازک ہوگئی تھی۔ نازی فوجیں اسٹالن گراڈ اور قفقاز کے دروازے کھٹکھٹا رہی تھیں۔ سرخ فوج بھاری نقصان اٹھا چکی تھی۔ مصیبت کے اس نازک لمحہ میں روس کی یہ خواہش حق بجانب تھی کہ اس کے اتحادی اس موجود بوجھ کو ہلکا کریں۔ اس پس منظر میں دوسرے محاذ کا لفظ وجود میں آیا۔ اخبارات کے صفحہ اول پر اس لفظ کو جگہ ملی تھی اسٹالن نے بیباک طور پر دوسرے محاذ کا مطالبہ کیا۔ "دوسرا محاذ کھولو جس سے روس شکست کھا جائے"۔ سرخ فوج شکست نہ کھا سکی۔ اس کے برعکس وہ اپنے محاذ پر ڈٹی رہی اور زبردست جوابی اقدام شروع کیا۔ متحدین نے شمالی افریقہ میں ایک نیا محاذ قائم کیا۔ اور اوائل مئی ۱۹۴۳ء میں جرمنوں کو تونیسیہ سے نکال باہر کیا۔ افریقہ کی مہم کے نتائج سے روس متاثر ہوا لیکن جنگ کے تیسرے سال کے دوران میں دسمبر ۱۹۴۲ء تا ۱۹۴۳ء دوسرے محاذ کا مطالبہ برقرار رہا۔

نازک لمحات

جون ۱۹۴۳ء میں روس کو یقین ہوگیا کہ وہ دوسرے محاذ کے بغیر بھی اپنے آپ کو بچا لے گا۔ اس کے باوجود دوسرے محاذ کا مطالبہ قائم رہا کیونکہ یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ اگر متحدین ۱۹۴۳ء کے گرما میں دوسرا محاذ کھول دیں تو نازی فوج گھٹنے ٹیک دے گی اور جنگ ۱۹۴۳ء ہی میں ختم ہو جائے گی۔

متحدین نے اٹلی پر حملہ کرکے ایک نیا محاذ کھول دیا جنگ کے چوتھے سال کے ختم پر مسولینی کا زوال اور اٹلی کا سقوط اہم تاریخی واقعات ہیں۔ لیکن اس کے بعد ایک تعطل طاری رہا اور مارچ تعجب ابھی بعید معلوم ہو رہا تھا۔ روس کی طرف سے یہ اشارہ کیا گیا کہ اٹلی پر حملہ سے اس کے مطالبہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ مطالبہ یہ تھا کہ یورپ کے مغربی ساحل پر حملہ کیا جائے تاکہ ہٹلر مشرقی محاذ سے اپنی فوجیں ہٹانے پر مجبور ہو جائے۔ ۱۹۴۴ء میں بے چینی سے دوسرے محاذ کا انتظار رہا۔

ڈنکرک کے بعد دوسرے محاذ کا خیال محض ایک خواہش کی حیثیت رکھتا تھا۔ دوسرے سال یہ ایک امکان بعید معلوم ہو رہا تھا۔ تیسرے سال دوسرے محاذ کا مطالبہ شدید ہوگیا۔ چوتھے سال اس کی توقعات پیدا ہوگئیں۔ سوال یہ تھا کہ پانچویں سال کیا ہوگا لیکن چوتھا سال ختم ہوتے ہی ۶ جون ۱۹۴۴ء کی صبح کو دوسرا محاذ کھل گیا۔ چار سال کی جانفشانی اور خون ریزی کے بعد تاریخ کا وہ اہم لمحہ آ پہونچا جبکہ متحدین کی بحری فوجیں ساحل فرانس پر اتر گئیں۔ یہ دن تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ دیوار اوقیانوس جس کی خفیہ ہولناکیوں پر نازیوں کو بڑا اعتماد تھا مسمار ہوگئی اور چند گھنٹوں میں ساحلی مورچوں پر قبضہ جما لیا۔

یہ کہنا بیجا ہے کہ ایک نامہ نگار نے کہا ہے کہ دیوار اوقیانوس اس جنگ کا سب سے بڑا افسانہ ہے کیونکہ اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ اس بات کے سزاوار ہیں کہ رومل جیسے لوگ بیوقوف ہیں۔ متحدین کی کامیابی کے وجوہ دوسرے ہیں۔ شاید نازیوں کو یہ توقع نہ تھی کہ حملہ نارمنڈی پر ایسے ناموافق موسم میں ہوگا یا یہ کہ متحدین کی فوجیں اترنے سے پہلے زبردست بمباری نے جرمن دفاعات کو پاش پاش کر دیا۔

بہرحال دوسرا محاذ کھل چکا ہے جیسے ہی روز مسٹر چرچل دار العوام میں یہ کہنے کے قابل ہوسکے کہ متحدین کی فوجیں پورے محاذ پر موثر طریقہ پر اتر گئیں۔ متحدین کے بحری کمانڈر سر برٹرم رامسے نے کہا کہ حملہ کی ابتدائی منزل میں نازیوں کی جانب سے مزاحمت کا فقدان حیرت انگیز ہے۔ جنرل مانٹگمری نے جو نارمنڈی کے ساحل مورچے پر اپنا مستقر قائم کر لیا ہے بیان کیا ہے کہ ہر چیز ٹھیک طور پر ہو رہی ہے۔ جنرل آئزن ہاور نے اعلان کیا کہ مجھے متحدین کی فوجوں پر پورا اعتماد ہے۔

حملے کی پہلی منزل یعنی دفاعات کا توڑنا اور فوجیں اتارنا پہلے ہی دن گزر چکی۔ نارمنڈی میں متحدین کے ساحلی مورچے کافی وسیع ہو چکے ہیں۔ متحدین کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ جزیرہ نما شربرگ کو منقطع کر دیا جائے۔ دوسرے محاذ کی پہلی منزل میں جو حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے اس سے یہ رجائیت نہ پیدا ہونی چاہئے کہ ہر چیز آسان ہے۔ متحدین اس وقت مورچے قائم کر رہے ہیں اور کمک لا رہے ہیں۔ اور جرمنی اپنی محفوظ فوجوں کو حرکت میں لا رہا ہے۔ متحدین کے مورچوں کے سامنے دس ڈویژن آ چکی ہیں۔ متحدین کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے نازی فوجیں غضبناک طریقے پر مقابلہ کریں گی اور حملہ آوروں کو سمندر میں ڈھکیلنے کی کوشش کی جائے گی۔ چند روز تک صورت حال کا نازک بنا رہنا ناگزیر ہے۔ مسٹر چرچل نے دار العوام کے سامنے کہا ہے کہ براعظم یورپ پر متعدد حملوں کے سلسلہ کا یہ پہلا حملہ ہے۔ نارمنڈی کی لڑائی کو اس پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔

دوسرے محاذ کی پہلی منزل میں کامیابی کا راز کیا ہے؟ اس کامیابی کی زیادہ تر وجہ وہ ہوائی برتری ہے جو متحدین نے یورپ پر قائم کر لی ہے۔ جرمنی کی ہوائی طاقت اپنی ابتدائی قوت کھو چکی ہے اور اس کی دفاعی قوت بھی مشتبہ ہوگئی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ متحدین کے ہوائی اڈے محاذ سے تقریباً سو میل دور ہیں اور جرمنی کے ہوائی اڈے محاذ جنگ کے بالکل عقب میں ہیں۔ اس طرح متحدین نے ان رکاوٹ اور موسم کی خرابی کے باوجود اپنی ہوائی برتری کا مظاہرہ کیا ہے۔

(بقیہ کالم دیکھئے)

سیاسی تعطل بدستور قائم ہے

ہندوستانی جرائد کے تبصرے

امرت بازار پتریکا کے نئی دہلی کے نامہ نگار نے ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کے نام گاندھی جی کے خط کے سلسلے میں لکھا ہے کہ یہاں کے سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ گاندھی جی اور دیوں کی ملاقات کے امکانات جو پہلے ہی بہت درخشاں نہیں تھے اب بالکل تاریک ہو گئے ہیں۔

نئی دہلی کے سرکاری حلقوں سے متاثر بیانات یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ اب اگر گاندھی جی ان الزامات کا جواب دینے کی کوشش کریں جو حکومت نے ان پر اور ورکنگ کمیٹی کے دوسرے ممبروں پر ان کی گرفتاری کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے عائد کئے ہیں تو مخلف فائدہ نہ ہوگا۔ حکومت یہ نہیں چاہتی کہ گاندھی جی ان کے بیان کا جواب دیں۔ وہ صرف اپنا جھگڑا یکطرفہ کرنا چاہتے ہیں۔

اگر ایک طرف نئی دہلی کے بڑے صاحب یقین رکھتے ہیں کہ تعطل بدستور قائم رکھ سکیں گے تو دوسری طرف کانگرس کے گرم دل میں ایک قسم کی افسردگی چھائی ہوئی ہے۔ چنانچہ ہندوستان اسٹینڈرڈ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ دہلی کے سیاسی حلقوں میں بے حد افسردگی ہے۔ بہرحال یہ کہا جا سکتا ہے کہ گاندھی جی کا ہم کیا کر رہے ہیں یہ سب ہیں گاندھی جی خاموش نہیں رہے ہیں۔ لیکن کانگرسی حلقوں کی امیدوں اور خواہشوں کے باوجود ابھی تک کوئی راہ نکلتی ہوئی نظر نہیں آتی۔

تعطل کو جمود سے باہر نکالنے کی راہ کیا ہوگی اس کے متعلق مختلف رائے ہے۔ جمعی اخبار ٹشلسٹ اخباروں میں جو سلیٹ "بمبئی سنٹنل" اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مسٹر گاندھی ہی جگہ پر قائم ہیں۔ .... جناح صاحب دہرم ہیں حکومت ہند کی ہے۔ حالات بدستور ہیں۔

گذشتہ ہفتے ہم نے ہندوستان اسٹینڈرڈ کا وہ اقتباس دیا تھا جس میں اس نے یہ رائے دی تھی کہ جب تک معاملے میں مسٹر جناح کو نظر انداز کر دیا جائے اس ہفتے اس نے یہ بتایا ہے کہ لارڈ ویول کیا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ گاندھی جی کی رہائی کے علاوہ دوسرے لیڈروں کو بھی رہا کر دیا جائے۔ تاکہ اس سے ملک میں دوبارہ امید ہمت اور آزادی کی فضا پیدا ہو۔

معلوم ہیں حیثیت اخبارات نے قوم کے جذبات کا تمیں کرنے کے بجائے وائسرائے کے فرائض کو تعین کرنے کا پیشہ کب سے اختیار کیا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اس قسم کی حماقتیں اب ختم ہو چکی ہوں گی۔

بمبئی کا اخبار "ہندوستان ٹائمز" جس کے ایڈیٹر دیودا اس گاندھی ہیں اپنے ۳ جون کے اداریئے میں لکھتا ہے کہ جیسا کہ اب ظاہر ہے حکومت ہند نے گھبراہٹ میں کانگرسی لیڈروں کو گرفتار کرنے کی تباہ کن حرکت کی۔ اگست کی تجویز کی اہمیت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ اس قومی مطالبے کا اعادہ ہے جو کانگرس کی سابقہ تجویزوں میں موجود تھا۔ اس لئے موجودہ حالات میں اگست کی تجویز کو سمجھوتے کی راہ میں روڑا سمجھنا یا اس کی واپسی پر اصرار کرنا حق بجانب نہیں قرار دیا جا سکتا .... اگر وائسرائے یہ محسوس کریں کہ حکومت کی گذشتہ پالیسی معقول نہیں تھی تو وہ ہندوستان اور انگلستان کے غیر جذباتی سیاسی مبصروں کی طرح یہ محسوس کریں گے کہ موجودہ حالات میں گذشتہ غلطیوں کا ازالہ کر کے عوام کا تعاون حاصل کرنے کا بڑا اچھا موقع حاصل ہے۔

ہندوستان اسٹینڈرڈ اور ہندوستان ٹائمز دونوں کی رائے میں کچھ فرق نہیں ہے۔ صرف ثانی الذکر کا لہجہ ذرا بہتر ہے۔ اس حقیقت کو نہ سمجھنا کہ ۹ اگست کی گرفتاریاں اتفاقی غلطی کا نتیجہ نہیں تھیں بلکہ برطانوی حکمرانوں کی سوچی سمجھی پالیسی کا نتیجہ تھیں۔ ایک قسم کا سیاسی دیوالیہ پن ہے۔ جبکہ خود ہماری صفوں میں انتشار ہے اور خود ہمارے دماغوں میں شکوک ہیں۔ ویول کی طرف پر امید نظروں سے دیکھنا سخت غلطی ہے اس کا نتیجہ سوائے دھتکار کے کچھ نہ ہوگا۔

جب تک کانگرسی حلقے اس غلط فہمی میں مبتلا رہیں گے کہ دور شاہی سیاسی تعطل سے گھبرا گئی ہے اس وقت تک سیاسی تعطل بڑھتا رہے گا اور حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے۔

یہ صحیح ہے کہ جمود کا نام نہیں کہنا ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے ان برادران وطن سے اتحاد کریں جو ہماری طرح مصیبت میں گرفتار ہیں اور انہیں چھوڑ کر برطانوی حکمرانوں سے آس نہ لگائیں جو جمود کے زیر سایہ پھل پھول رہے ہیں۔ لیگ کے لیڈر کیے بعد دیگرے کانگرس سے اتحاد کی خواہش ظاہر کر رہے ہیں تاکہ جمود کے خلاف متحدہ محاذ قائم ہو سکے۔ اس اشاعت کے کسی دوسرے صفحے پر آپ کو ان کے بیانات ملیں گے جو انہوں نے ایسوسی ایٹیڈ پریس کے نمائندوں کو دئے ہیں۔ نواب ممدوٹ جو اپنی رجعت پسندی کے لئے مشہور ہیں جب پنجاب لیگ کے لیڈر ہیں۔ جب وہ بھی گاندھی جناح سمجھوتے کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ لیگی حلقوں میں اتحاد کی خواہش

زیادہ وسیع پیمانے پر پائی جاتی ہے۔ پنجاب مسلم لیگ کے سکرٹری ممتاز دولتانہ ترقی پسند ہیں۔ قاضی عیسیٰ بلوچستان لیگ کے لیڈر ہیں مسٹر جناح کو ان پر بہت اعتبار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قاضی عیسیٰ کمیونسٹوں کی طرف سے خوش گو تھے اور انہیں کانگرس کا بایاں بازو دست سمجھتے تھے۔ یہ مختلف نام مختلف خیالات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ لیکن یہ تینوں جمود کے دشمن اور کانگرس لیگ اتحاد کے حامی ہیں۔

کلکتہ کا روزنامہ مسلم لیگی اخبار "مورننگ نیوز" نے ۳ جون کے اداریئے میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر چیکا کے سے آدمی کانگرس اور حکومت کے درمیان گفت و شنید کرانے کے لئے بہت موزوں ہیں۔ اور ان کی خدمات سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔ لیکن گاندھی جی کے ان کے علاوہ اور لوگ اور طریقے بھی ہیں جو ہندوستان کے اس اہم مسئلے کو حل کرنے کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ مسلم لیگ ایسا ہے جس کے حل کے بغیر ملک اس دلدل سے باہر نہیں نکل سکتا جس میں وہ پھنس گیا ہے۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور اب پھر کہتے ہیں کہ اس قسم کے سمجھوتے کے امکانات مرکزی اسمبلی کے گذشتہ اجلاس کے بعد سے بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔

ملکی کون ہے؟

ملکی وہی ہے جو اپنے وطن کی سرزمین سے غلہ اگائے خود بھی کھائے اور اپنے وطنی بھائیوں کو بھی کھلائے۔

اشتہار

ممالک محروسہ سے باہر جانے کا سوال نہیں
فنی تربیت کا حصول قومی فرض ہے

شعبہ آرٹیزن

ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو مقامی کارخانوں میں فنی کام انجام دینے کے لئے منتخب سرکاری صنعتی فنی تربیت حاصل کریں۔

وظیفہ ۱۵/ ماہانہ
ملازمت کے زریں مواقع

تفصیلات:- سکریٹری بورڈ آف اسپلائمنٹ ایکسچینج سیف آباد۔ حیدرآباد دکن

نوٹ:- بجز جمعہ تعطیلات کے بھی دفتر ۱۰ سے ۲ بجے کھلا رہتا ہے۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلاتنقید

اردو ہندی کے اس قضیے سے قطع نظر مسٹر بہادر کی فتنہ پروری اب تمام ہندوستان میں ایک آگ بھڑکانا چاہتی ہے۔ اس لئے کہ مہا سبھا کا بازار بہت ٹھنڈا ہو گیا ہے اور مسٹر جادو کرا اپنی صدارت کو سبجانے کے لئے کوئی ہنگامہ برپا کرنے کی شدید ضرورت محسوس فرماتے ہیں۔ فرقہ پرست لیڈروں کی کھیتیاں ہمیشہ ہی بھولے کے خون اور پسینہ سے سینچی جاتی رہی ہیں اور جاتے رہیں گے۔ یہ خون اور پسینہ اس قدر سستا ہے کہ جس لیڈر نے چاہتا ہے وہ آسانی کے ساتھ اپنی لیڈری کے جراثیم کو بھولے کے خون میں منتقل کر سکتا ہے۔ دو چار جلسے، دو چار جلوس، دو چار یوم، دس بیس اخبار کی بیانات اور بس ضرورت ہو تو چاہیے کہ سرمایہ جمع کرے اور میدان میں آجائے۔ (پیام)

ویرساورکر نے اعلان کیا ہے کہ ہندوستان کے طول و عرض میں ایک "مخاصمت اردو ہفتہ" منایا جائے۔

(ایک خبر)

ویرساورکر کو مژدہ ہو کہ حیدرآباد کے بعض ادارے اور جرائد "ہفتہ" منانے کے قائل نہیں وہ تو مخالف اردو سال منانے آرہے ہیں۔

ملک کی بدقسمتی خیال کرنا چاہیے کہ ہمارے یہاں کم از کم برطانوی ہند کے مثل امداد باہمی کی تحریک سے دلچسپی لینے والے پبلک کارکن سامنے نہیں آئے۔ (رعیت)

برطانوی ہند کی اندھی تقلید میں ذمہ دارانہ حکومت کے نعرے لگانے سے ان پبلک کارکنوں کو فرصت کہاں جو امداد باہمی کی تحریک سے دلچسپی لے سکیں؟

مسٹر ایم۔ رامچندر راؤ سابق صدر آندھرا کانفرنس ایک بیان میں فرماتے ہیں۔

"آندھرا کی کمیونسٹ پارٹی نے پبلک کے سامنے اپنے عقائد اور طریقوں کا کھلم کھلا اعلان ابھی تک نہیں کیا ہے۔ وہ یہی کہتے رہے ہیں کہ ہمارے عقائد و مقاصد کچھ بھی ہوں لیکن ہمارا پروگرام آندھرا کانفرنس ہی کا ہے۔"

جب آندھرا کمیونسٹ پارٹی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ وہ پٹہ داروں اور زمینداروں کو نکال باہر کرنا نہیں چاہتی اور جب وہ سرمایہ داروں سے متصادم بھی نہیں ہے تو آندھرا قوم پرست پارٹی کو خفا ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ کمیونسٹ پارٹی کے نام کو نہیں صرف کام کو دیکھنا چاہیے۔

اخبار "قومی جنگ" نے گزشتہ ہفتہ کی اشاعت میں تحریر کیا ہے کہ مہاراشٹرا پریشد کے ہائی کمان پر اس امر کے باوجود کہ یہ جماعت حکومت کی غذائی پالیسی کی تائید کر رہی تھی چند پابندیاں عائد کر دی گئیں ہیں۔

یہ جماعت غذائی پالیسی کی تائید کس انداز میں کر رہی تھی اس کا مختصر حال سن لیجئے۔

(۱) ایک جانب کھیتوں پر نگرانی قائم کرنے کی قرارداد منظور کی گئی اور دوسری جانب کاشتکاروں کے نام سے ایسی مطبوعہ درخواستیں حکومت کے پاس پیش کی گئی جن میں قیمتوں کے کم ہونے کی شکایت تھی۔

(۲) لیوی کی تائید میں قرارداد منظور ہوئی لیکن جب اسکیم کا نفاذ ہوا تو عہدہ داروں کے "مظالم" اور زیادتیوں کا وہ شور مچایا گیا کہ اگر حکومت ان سیاسی ہتھکنڈوں سے واقف نہ ہوتی تو اسکیم کو منسوخ کر دیتی۔

(۳) ذخیرہ بازی کی مذمت میں قرارداد منظور ہوئی لیکن ذخائر کو پوشیدہ رکھنے کے موثر تدابیر کی تلقین بھی ہوتی رہی۔

(۴) برآمدات کے خلاف قرارداد منظور ہوئی لیکن جب خفیہ برآمدات کو روکنے کے لئے حکومت نے فوجی پہرہ بندی کر کے فوج کے خلاف بے بنیاد الزامات رکھے گئے۔

(۵) حکومت نے کاشتکاروں کی سہولت کے لئے جن رعایتوں کا اعلان کیا اس کا شکریہ خود پریشد نے وصول کیا۔ اور حکومت کو بے حس "ثابت کرنے کی کوشش کی"۔

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر موںجے نے مہاراشٹرا کے ان سورماؤں کو گوریلا لڑائی کے طریقے خوب سکھائے ہیں۔

---

۱۹ امرداد کے اداریہ میں "ترجمان ملت" نے وضاحت کی ہے کہ:-

"یہ نظریہ (قائد ملت کا نظریہ) جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں: تو آصفی بادشاہت کی موروثیت میں بادشاہت ہندوؤں کو سلطان ذی شان حیدرآباد کی بادشاہت کے دامن عاطفت سے محروم کرتا ہے اور یہ مسلم اقتدار میں ہندوؤں کی شرکت کو مانتا ہے۔"

کیا قائد ملت کے انتخاب کے بعد یہ فقرہ شائع ہوا ہے؟ مسلم اقتدار میں ہندوؤں کی شرکت ____ کیا یہ سیاسی کفر نہیں!

اسی اداریہ میں "ترجمان ملت" نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ:

"ہندو جماعتوں اور اتحاد المسلمین میں بڑی آسانی سے سمجھوتہ ہو سکتا ہے اور ہماری ترقی کی راہیں بڑی آسانی سے کھل سکتی ہیں۔"

تو یہ کہیے! آپ تو اسی مشترکہ پلیٹ فارم کی طرف رہبری کر رہے ہیں جس کی مذمت کرتے ہوئے آپ نے اپنے خریداروں کی تعداد بڑھائی تھی۔

"ترجمان ملت" کا ایک انکشاف ملاحظہ ہو:-

"یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ شروع ہی سے ہندو رعایا حیدرآباد کے نظم و نسق میں اپنے بادشاہوں کے حکومت کی طرح شریک رہے ہیں جس طرح کہ مسلمان رہے ہیں اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ کلیدی عہدے حتیٰ کہ مدار المہامیاں بھی ہندوؤں ہی کے قبضہ میں رہی ہیں۔"

اور اس تاریخی حقیقت سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ذات شاہانہ مسلم عوام کے سیاسی اقتدار کا مظہر ہے۔

برآمدات سے متعلق محکمہ رسد کا اعلان

برآمدات اور اجازت ناموں کی اجرائی کی نسبت محکمہ رسد نے ایک اعلامیہ جاری کیا ہے۔ اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ سنہ ۱۳۵۲ف کے اواخر میں محکمہ رسد کی جدید تنظیم ہوئی۔ محکمہ نے غیر ضروری تعویق کے بغیر دیگر امور کے علاوہ درآمدات اور برآمدات کا پروگرام مرتب کیا اور اسی لائحہ عمل کے مطابق کام شروع کیا گیا۔ اس نوٹ میں صرف برآمدات کی تفصیل بتائی گئی ہے۔

اجناس خوردنی کی حد تک حکومت سرکار عالی نے حکومت ہند کو موسمی حالات موافق ہونے کی صورت میں ... معاملہ میں خود کو بھی شریک کئے جانے کی درخواست کی جس کی بنا پر (۵۰) ہزار ٹن دالوں کے منجملہ چھ ہزار ٹن دالوں کی برآمد کے اجازت نامہ مقامی تاجروں کو فی پلہ چار روپے کمیشن حاصل کر کے دے گئے۔ اس طرح کارپوریشن کو جو منافع ہوا اس سے اس خسارہ کی ایک حد تک تلافی ہوئی جو عوام کی خاطر کارپوریشن کو غذائی اجناس کی فراہمی اور تقسیم میں ہوا تھا۔

غیر غذائی اجناس میں بجولہ مونگ پھلی اور مونگ پھلی کا تیل برآمد کرنا طے پایا کیونکہ ملک میں ان چیزوں کی مقدار اہل ملک کی واجبی ضرورت سے زیادہ تھی۔

ہدیۂ تبریک

سالگرہ ہمایونی کی تقریب میں یہ ناچیز اخبار اپنے آقائے ولی نعمت کی خدمت میں بصد ادب ہدیۂ تبریک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

الٰہی آفتاب دولت و اقبال تا دیر درخشاں باد

میں (۱۰) ہزار ٹن جوار، باجرہ وغیرہ اور (۵۰) ہزار ٹن دالیں حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے توسط سے برآمد کرنے کی توقع دلائی تھی لیکن ناموافق موسمی حالات کی وجہ سے (۱۰) ہزار ٹن (۱۵) اجناس خوردنی کے بجائے صرف (۱۳۵) ہزار ٹن برآمد کئے جا سکے۔ اس طرح برآمد کئے ہوئے اجناس میں باجرہ، راگی اور جنگلی وغیرہ شامل تھے۔ یہ برآمدات حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی وساطت سے عمل میں آئے اور ان پر کوئی منافع نہیں لیا گیا۔ دالوں کی برآمد بھی کارپوریشن کے تفویض کی گئی تھی لیکن چونکہ غذائی اجناس کی فراہمی اور تقسیم میں کارپوریشن کو نقصانات برداشت کرنے پڑے تھے اس لئے ان کی پابجائی کے لئے حکومت نے کارپوریشن کو دالوں کی برآمد تجارتی اصول پر کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ تاجروں کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے بھی

ممالک محروسہ سرکار عالی میں سالانہ گیارہ لاکھ پلے جوار کی ضرورت ہے۔ اس سے زائد مقدار کے منجملہ پانچ لاکھ پلے کی برآمد کی اجازت دی گئی ہے جس میں سے سوا لاکھ پلے برآمد کرنے کی اجازت حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کو اور سوا لاکھ پلے برآمد کرنے کی اجازت امداد باہمی مرکزی انجمن تجارتی پیداوار کو دی گئی۔ باقی (۲) لاکھ پلے کی برآمد کے اجازت نامے محکمہ رسد نے کاشتکاروں اور تاجروں کے نام جاری کئے۔ اجازت ناموں کی اجرائی سے قبل ان کے ذخیروں کے مطابق اجازت ناموں کے ساتھ درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔ تعلقدار صاحبان کو ایسی تصدیق کا مجاز کیا گیا تھا۔ چنانچہ کی آمد سے قبل برآمد کی درخواستیں وصول ہوئیں۔ ان درخواستوں کو ایک کمیٹی میں پیش کیا گیا جس میں ... کے علاوہ دیگر ... مرکزی

رکن مولوی ابوالحسن سید علی صاحب شریک تھے۔ اس کمیٹی نے برآمدات کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ ہر درخواست گذار کو اس کی مستدعیہ مقدار کا نصف فی صد برآمد کرنے کا اجازت نامہ عطا کیا جائے۔

مونگ پھلی کی پیداوار کے منجملہ تقریباً نصف ممالک محروسہ کی ضرورت کے لئے محفوظ کرنے کے بعد کوئی ساڑھے تین لاکھ ٹن کی برآمد کے اجازت نامے دئے گئے۔ یہ اجازت نامے پہلے تو محکمہ رسد سے جاری ہوتے اور پھر متعلقہ اراکین اضلاع نے جاری کئے۔ محکمہ رسد سے جو اجازت نامے دئے گئے ان میں بیشتر ایسے تھے جن کی نسبت حکومت ہند نے اغراض جنگ کے لئے ترجیحی صداقت ناموں کے ذریعہ تحریک کی تھی اور کچھ کم ویڑھ لاکھ ٹن کی برآمد وزارت اغذیہ کے سررشتہ کی سفارش پر کی گئی۔

اندازہ کیا گیا ہے کہ سال حال ممالک محروسہ کی تیل کی گرنیوں میں (۲۰۲) ہزار ٹن تیل نکالا جائے گا۔ جس کے منجملہ اغراض ملک کے لئے (۳۲) ہزار ٹن محفوظ کرنے کے بعد (۱۳۰) ہزار ٹن حکومت ہند کی نشان دادہ کمپنیوں کے ہاتھ فروخت کئے جائیں گے تاکہ فوجی اغراض کے لئے بناسپتی گھی تیار کیا جائے۔ اس تیل کی برآمد حیدرآباد ویجٹیبل آئیل اسوسی ایشن کی سفارش پر اس کے اراکین کے ذریعہ کی جائے گی جنہیں محکمہ رسد سے اجازت نامے دئے جائیں گے۔

اب محکمہ رسد سے صرف تل اور تل کے تیل کی برآمد کے اجازت نامے جاری کئے جائیں گے۔ شرط یہ ہے کہ اجازت نامے کے خواہشمند تاجروں کو کھوپرا یا کھوپرے کا تیل درآمد کرنا ہوگا۔

اس کی شرح یہ ہوگی کہ ایک ہی مانی کھوپرے یا کھوپرے کے تیل کے معاوضہ میں دو مانی تیل یا تل کا تیل برآمد کرنے کے اجازت نامے دئے جائیں گے۔ درآمد کھوپرا یا تیل کی نسبت ... کے ثبوت پیش ہونے پر تل اور اس کے تیل کے برآمد کے اجازت نامے محکمہ رسد سے دئے جائیں گے۔

ان تفصیلات سے عوام کو اس بات کا علم ہوگیا ہوگا کہ اجازت نامہ حاصل کرنے کے لئے کسی وکیل کی ضرورت ہے اور نہ پیروی کی ضرورت۔ صرف اس بات کی ہے کہ دو روپے کا اسٹامپ لگا کر درخواست دی جائے۔ درخواست پا پنا یا ... ... کی جائے اور اجازت نامہ بذریعہ رجسٹری ... بھیجنے کے لئے ضروری ... داخل کئے جائیں۔

ہماری ملکی زبان

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

جگر وغیرہ کے موجد اور مصنف نہیں تھے۔ ... اس لئے ختم کیا جاتا ہے اگر صاحب مضمون کی جیادی ... ... بیٹے ... ... بیان ... ...

حیدرآباد کی غذائی صورت حال

محکمہ رسد میں صحافتی کانفرنس

مسٹر فضل اللہ او بی ای کمشنر جنرل سیول سپلائز ناظم رسد کی دعوت پر کل سہ پہر محکمہ رسد میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ناظم پارچہ بافی، ناظم تقسیم، ناظم رسد ویئر ہاؤزنگ، ڈائرکٹر کمرشیل کارپوریشن، ناظم راشن بندی اور ناظم زراعت نے بھی شرکت کی۔

کانفرنس میں جو ساڑھے چار بجے دن سے ساڑھے چھ بجے شام تک جاری رہی نمائندگان صحافت کو ممالک محروسہ کی موجودہ غذائی صورت حال، اغذیہ اور پارچہ کی رسدات کے موقف سے تفصیل کے ساتھ روشناس کیا گیا اور ان کے تمام مضمرات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا۔ جب تمام نظماء اور کنٹرولر صاحبان اپنے لکھے ہوئے بیانات پڑھ چکے تو نمائندگان صحافت نے تمام اہم شکایات و مسائل پر مزید تشریح و توضیح کے لئے عہدہ داران متعلقہ سے متعدد سوالات کئے اور عوام کی طرف سے بعض اہم شکایات کو بھی پیش کیا اور ان کے ازالہ کے لئے اپنی تجاویز پیش کیں۔ عہدہ داران متعلقہ نے ان تجاویز کا خیر مقدم کیا اور مختلف مسائل پر آزادی سے بحث کرنے کا موقع دیا۔

کانفرنس کی تمام روئداد کا خلاصہ مولوی فضل اللہ صاحب ڈائرکٹر جنرل سیول سپلائز کی وہ جامع تقریر ہے جو انہوں نے موجودہ غذائی صورت حال اور رسدات کے موقف کے متعلق کی۔ جس سے نمائندگان صحافت کو بڑی طمانیت حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت نیز محکمہ رسد نے اپنے قیام کے بعد سے اب تک محنت اور جانفشانی سے کام کیا ہے اس کے نتیجے کے طور پر حیدرآباد کی غذائی صورت بہت اطمینان بخش اور امید افزا ہو گئی ہے اور حکومت کے پاس اتنے ذخائر موجود ہیں کہ وہ آئندہ چھ مہینے تک کافی ہو سکتے ہیں اگر اس کے بعد توقعات پوری ہوئیں اور ایسے غیر متوقع امور پیش نہیں آئے جن سے حکومت کے موجودہ تخمینوں میں خلل واقع ہو تو آئندہ بھی غذائی موقف اطمینان بخش رہے گا۔

کانفرنس کے آغاز پر مسٹر بیلو کمشنر پارچہ نے ایک صحافتی نمائندہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے جو کپڑے کی موجودہ صورت حال کے متعلق تھا کہا بعض لوگوں کو خیال تھا کہ کپڑے پر کنٹرول ہو جانے کے بعد کپڑا ان کو [illegible] کے داموں پر ملے گا لیکن ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ موجودہ صورت حال کے مدنظر جب کہ ہر چیز کی قیمت بڑھ گئی ہے روئی کی درآمد بند ہو گئی ہے اور مزدوری دوگنی ہو گئی ہو گئی ہے نیز بیرون ملک سے جنگی حالات کے باعث نیا درآمدات کی مانگ ہو رہی ہے اور پھر چونکہ ذرائع نقل و حمل کی کمی کی وجہ سے مال ایک جگہ سے دوسری جگہ جا نہیں سکتا۔ جس کی وجہ سے مقامی ضروریات پوری نہیں ہوتیں قیمتوں میں تخفیف ممکن نہیں۔ آگے چل کر انہوں نے کہا کہ کپڑے کی قیمتوں میں اضافہ خاص کر ان پر گراں گزرا جن کی آمدنی محدود ہے کیونکہ ان کی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ کپڑے پر کنٹرول کے ضمن میں یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ جو پرانا کپڑے کا ذخیرہ نیز ہاتھ سے بنا ہوا کپڑا دکانداروں کے پاس ہے اس پر کنٹرول مشکل سے عائد کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ کپڑے پر کنٹرول ہو جانے سے نفع اندوزی اور ذخیرہ اندوزی میں بہت کمی ہو گئی ہے چنانچہ اس کے انسداد کے لئے حکومت کا اقدام قابل ذکر ہے پارچہ بافی کے کارخانوں میں تیار کردہ پارچہ کی قیمتیں کم کی جا رہی ہیں پارچہ بافی کے کارخانوں کے اشاعت کو بڑے بڑے ترشے دینا بند کر دیا گیا ہے نیز اس بات کی کوشش کی رہی ہے کہ راشن بندی کے ذریعہ ذخائر کی قیمتیں کم کر دی جائیں۔ کارخانوں کے بنے ہوئے کپڑے نیز ہاتھ سے رنگے ہوئے اور چھپے ہوئے کپڑوں کی قیمتوں پر نگرانی قائم کرنے کی تجویز زیر عمل آ چکی ہے مگر ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے پر نگرانی نہیں قائم کی جا سکتی کیونکہ اس کا بیشتر حصہ جو منافع آتا ہے وہ غریب مزدوروں کی جیب میں جاتا ہے البتہ اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑے سے درمیانی لوگ زائد منافع نہ کمائیں۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب کارخانوں کا تیار کردہ پارچہ مقررہ قیمتوں پر فروخت ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ تقریر ختم کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ کپڑے پر کنٹرول کی تازہ ترین صورت یہ ہے کہ کنٹرول حاصل کا نفاذ جات پارچہ بافی کی ان رسدات کا کنٹرول ہے جو تاجران پارچہ کو دی جاتی ہیں نیز ان رسدات کا بھی کنٹرول ہے جو کپڑا تیار کرنے والے مراکز سے صرف کرنے والے عنصر کو ملتی ہیں جب یہ پوری طرح موثر ثابت ہوگا تو بازار میں کپڑے کے دام واجبی ہو جائیں گے۔ اس ضمن میں یہ بھی ممکن ہے کہ عمدہ پارچہ جات پر بھی کنٹرول ضروری خیال کیا جائے گا۔" جب ان سے سوال کیا گیا کہ کیا چھوٹے پیمانہ پر ہاتھ سے کپڑا بننے والوں کو مناسب قیمت پر سوت [illegible] کمشنر پارچہ نے جواب دیا کہ دستی پارچہ بافان سے حل ہو رہا ہے اس لئے حکومت اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ ان کو پارچہ بافی کے کارخانوں سے سوت واجبی نرخ پر دلوایا جائے۔

اس کے بعد کنٹرولر آف سپلائز نے اپنے متعلقہ شعبہ جات کے کام کی نسبت بتایا کہ بعض اشیائے احتیاج کی قیمتوں کا تعین کر دیا گیا ہے اور ان کے فروخت کرنے والوں کو یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اپنے ہر فروخت شدہ مال کی رسید خریدار کو دیں اور اپنا حساب کتاب اس طرح سے رکھیں کہ سرکاری انسپکٹران جس وقت چاہیں ان کی دوکانوں ۔۔۔ پر ان اشیاء کی تنقیح کر سکیں اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی بتایا کہ دوکانداروں سے مختلف اشیاء کے ذخیرہ کا اعلان طلب کیا گیا ہے تاکہ حکومت کو نگرانی قیمت میں سہولت ہو۔

اس کے بعد آپ نے اس امر کا انکشاف کیا کہ آپ کے سرکاری دفتر میں کچھ عملہ موجود ہے لیکن مزید عملہ کو مقرر کرنے کی اسکیم پیش ہو چکی ہے جب کہ بلدہ اور اضلاع دونوں میں جہاں محکمہ نگرانی قیمت کا تعلق ہے مکمل نگرانی نافذ کی جا سکے گی آپ نے یہ بھی بتایا کہ حیدرآباد میں جن چیزوں کی قیمتوں کا اعلان کیا گیا ہے وہ اس فہرست کے علاوہ ہے جو بمبئی کے زون کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے کہا کہ بعض اشیاء مثلاً بلیڈ، بوٹ پالش، چمڑا، اسلحہ اور بارود کی قیمتوں کا اعلان بھی ہو چکا ہے۔

ناظم صاحب راشن بندی نے اپنے بیان میں تفصیل سے بتایا کہ راشن بندی کے انتظامات اطمینان بخش طور پر عمل میں لائے گئے اس ضمن میں آپ نے مختلف سوالات کے جوابات دیتے اس سوال کو کہ بیماروں کو ڈبل روٹی کی مخصوص [illegible] دی جائے عمدہ ناظم صاحب رسد نے خاص طور پر نوٹ کر لیا بارہ سال کی عمر کے بچے کے لئے ایک یونٹ ناکافی ہونے کی صورت میں یہ مشورہ دیا گیا کہ اس کے لئے ضمیمہ کارڈ حاصل کرنے کی درخواست کی جائے۔ بعد ازاں مسٹر حقی الدین ناظم اغذیہ نے اپنے بیان میں ملک کی غذائی صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے حکومت کے تحت اجناس خوردنی کے ذخائر کی موجودہ مقدار آبی اور تابی کی فصلوں کی پیداوار کے ذریعہ غلہ کے حصول کی مقدار دیگر ممالک سے غلہ کی خریداری اور چاول اور گیہوں کی درآمد کے اعداد و شمار کا انکشاف کیا اور یہ بھی بتلایا کہ غذائی ضروریات کی مجموعی مقدار کتنی ہے اور ممالک محروسہ کے وسائل سے حاصل شدہ اجناس کی مقدار بھی بتائی جس سے خود ان کے اعداد سے یہ ظاہر ہوا کہ غذائی صورت حال اس وقت تشویشناک نہیں ہے۔

اس کے بعد مسٹر سوامی ناظم زراعت سرکار عالی نے اپنا بیان پڑھا جس میں آپ نے غذائی اجناس کی پیداوار میں اضافہ کے لئے محکمہ زراعت کی مختلف تدابیر اور مساعی

کو تفصیل سے بیان کیا۔

آپ نے اس سلسلے میں جو اہم امور بیان کئے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کاشتکاروں کو تقاوی کی صورت میں امداد دی جا رہی ہے چنانچہ امسال کاشتکاروں کو تقاوی کے قرضے دینے کے لئے ۳۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ۲۔ ترکاریاں اگانے کے لئے حکومت نے تین لاکھ روپے اس میں تقاوی گرانٹ بھی شامل ہے کی ایک اسکیم منظور کی ہے۔ ۳۔ مختلف پراجیکٹ کے تحت غذائی فصلوں کے رقبہ زیر کاشت کو بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ نظام ساگر پراجکٹ کے تحت رقبۂ زیر کاشت میں تیزی سے اضافہ کے لئے پانچ لاکھ روپے کی سالانہ گرانٹ دی جا رہی ہے۔ ۴۔ حکومت نے سر حاصل پیداوار فصلوں کے محصول روئی اور مونگ پھلی پر عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ۵۔ حکومت نے روئی اور مونگ پھلی کی فروخت پر محصول فروخت عائد کرنے کے اختیارات حاصل کرنے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ نے محکمۂ زراعت کی دیگر تدابیر کو بتایا جو اناج کھاد اور بیج کی رعایت پر غذائی فصلوں کی کاشت کی صورت میں نصف لاگت وصول کرنے۔ زیر آبپاشی رقبہ جات میں ہر سال کوئی تری کی دھار اضافہ کرنے اور زرعی تحقیقات کی شاہی کونسل کے تعاون عمل سے سستی کھاد تیار کرنے وغیرہ سے متعلق ہیں۔

آخر میں مسٹر عبدالقیوم صاحب جنگ ڈائرکٹر کمرشیل کارپوریشن نے جو بیان دیا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن تقریباً ایک سال سے فراہمی غلہ کا انتظام بلدہ اور اضلاع میں کر رہا ہے۔ کسی مقام پر کارپوریشن کے لئے جدید عمارات تعمیر نہیں ہوئے ہیں۔ اضلاع میں تقریباً (۲۰۰) گودام قائم کئے جا چکے ہیں۔

ایک مہینہ قبل بلدہ میں (۲۲) گودام تھے لیکن راشننگ کی وجہ سے جب ذخیرہ میں اضافہ ہوا تو اس کی تعداد بڑھا کر (۳۰) کر دی گئی۔ حصول مکانات کے سلسلے میں کارپوریشن کوئی جبریہ طریقہ اختیار نہیں کر رہا ہے تاکہ عوام کو تکلیف نہ ہو۔ گوداموں کی موجودہ تنظیم کے تحت مرکزی گودام کی تجویز کو حکومت نے منظور فرمالیا ہے اور دو ڈیڑھ لاکھ کے صرفہ سے کاچیگوڑہ اسٹیشن کے متصل اور سنتری مرکزی کی اراضی واقع کرم جاہی روڈ پر گودام تعمیر کئے جانے والے ہیں جن کی تعمیر محکمۂ تعمیرات کے تحت عنقریب شروع ہو جائے گی اور ایک مہینہ میں مکمل ہو جائے گی۔ مرکزی گودام کے قیام کی وجہ سے غلہ کو منتقل کرنے کی مشکلات باقی نہیں رہیں گی اور ہم وزن بھی تقسیم کئے جا سکیں گے۔

غلہ کے حمل و نقل کے سلسلہ میں کارپوریشن نے بیل بنڈیوں، موٹر لاریوں، تانگوں اور ٹرکوں کو (۴۰) لاریوں کو ریلوے سے حاصل کیا ہے۔ باوجود ان کے حمل و نقل میں کمی محسوس ہو رہی ہے چنانچہ اس کمی کی تکمیل کے لئے گورنمنٹ آف انڈیا سے مزید لاریوں کے حاصل کرنے کی تحریک کی گئی ہے۔ توقع ہے کہ عنقریب حکومت ہند (۱۰۲) لاریاں روانہ کرے گی۔ اس ضمن میں فوجی لاریوں سے بھی وقتاً فوقتاً امداد لی گئی۔ دوران حمل و نقل میں غذائی اجناس کی بارش سے حفاظت کی تدابیر کو روبہ عمل لایا جا رہا ہے۔ تارپین کی خریدی کا کام جاری ہے۔ ریلوے اسٹیشنوں پر فی الوقت غلہ کی حفاظت کے لئے حسب ضرورت شیڈ تیار کئے جا رہے ہیں۔ اضلاع کے بعض تعلقات ایسے ہیں کہ آغاز بارش کے بعد حمل و نقل کے ذرائع بند ہونے کی وجہ سے مسدود ہو جائیں گے۔ جس کی وجہ سے کارپوریشن ایسے تعلقات سے فوری غلہ منتقل کرنے میں مصروف ہے۔

ہماری ملکی زبان

معاصر تیج ویکلی کی ایک اشاعت میں جناب پنڈت سدرشن نے ایک سیر حاصل مضمون اسی عنوان سے تحریر لکھا ہے جس میں زبان کی اہمیت بیان کر کے لکھتے ہیں :- "ہماری زبان

کوئی مانے یا نہ مانے یہ اور بات
ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ہماری ملکی
زبان بننے کی جتنی خوبیاں ہندوستانی
زبان میں ہیں۔ آتنی بھارت ورش کی
کسی دوسری بھاشا میں نہیں ہیں۔ اس
کے قواعد کیسے قدرتی۔ اس کا سیکھنا
کتنا سہل۔ اس کی بناوٹ کتنی سندر
اس کا بول کتنا میٹھا ہے ......"

ان الفاظ سے خاک پتا نہیں چلتا کہ ہندوستانی سے سدرشن صاحب کی مراد کون سی زبان ہے۔ اس بارے میں آیا وہ فورٹ ولیم کالج کے پیرو ہیں یا کانگرس کے لیکن جب وہ ہندوستانی کی تعریف کر کے گئے سورداس، تلسی داس، میرا بائی، کبیر بھگت، ملک محمد جائسی، رسخان، خسرو، نظیر، امیر، انشا، اکبر اور اقبال کے نام مثال کے طور پر گناتے ہیں تو معاملہ اور مبہم اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تلسی داس اور جائسی کی بڑی تصنیفیں اودھی اپ بھرنش میں ہیں۔ سورداس اور میرا بائی کا کلام برج بھاشا میں ہے۔ خسرو اور کبیر کا کلام جس زبان میں ہے اسے کھڑی بولی ہی کہہ سکتے ہیں۔ اب رہے نظیر، انشا، امیر، اکبر اور اقبال۔ نہ معلوم سدرشن صاحب ان کی زبان کو کیا سمجھتے ہیں۔ نظیر کی زبان خاصی میل ہے۔ انشا کا کلام رانی کیتکی کی کہانی سے قطع نظر اردو زبان میں ہے۔ امیر، اکبر اور اقبال کی زبان کی نسبت کیا ہمارے کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہے؟ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سدرشن صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ کسی اصول یا نظریے کے تحت نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ وہ سب کو خوش رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر تلسی داس اور امیر، سورداس اور اکبر کی زبان ایک ہی ہے اور وہی ہندوستانی ہے اور اسی کو ہماری ملکی زبان مان لینا چاہیے تو اس کے سوا کیا کہا جائے۔

ع :- دانائے گروہ ہیں امروز و فردائے
مگر آگے چل کر سدرشن صاحب اپنا عندیہ ظاہر فرماتے ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

"پھر بھارت کی سب سے بڑی سبھا
کانگریس نے بھی ہندوستانی ہی کو ہماری
ملکی بھاشا کے سنگھاسن پر بٹھایا ہے۔"

کیا اچھا ہوتا کہ کانگرس زبان کے معاملے کو ہاتھ ہی نہ لگاتی ہمارے وطن کی کلچر اور تہذیب کے حق میں وہ دن نہایت منحوس تھا جب اس بڑی سیاسی پارٹی یا اس کے رہنماؤں نے زبان کے معاملے میں دخل دینا شروع کیا جو عام خراب نتیجے اس مداخلت بے جا سے ظہور میں آئے ان کا ذکر ہمارا بھی مضمونوں میں ہو چکا ہے۔ جو یادگاریں اس نے چھوڑیں وہ نہایت گھناؤنی ہیں جس تحریک کے سربراہ آوردہ شخص گمبھیر چرچا (دانشے کا خادم) اور جھگڑالو (مدعی) اور گمبھیر بیچی (واقعہ مجہول) جیسے لفظوں کے بنانے اور رواج دینے والے ہوں ان کی خوش مذاقی اور لسانیاتی اہلیت پر کچھ کہنا بے فائدہ ہے۔

سدرشن صاحب یہ تو فرمائیں کہ جب وہ لاہور سے اپنا رسالہ چندن نکالتے تھے تو جو کچھ وہ اس میں لکھتے تھے وہ کس زبان میں ہوتا تھا۔ کیا تلسی جی کی زبان میں تھا یا سورداس جی کی زبان میں۔ وہ اسے اردو کہتے تھے یا ہندوستانی۔ ہمیں اس سے تو وہ ناآشنا نہیں۔ آخر وہ دیر تک اسے اردو کی زبان کو کیا نام دیتے ہیں۔ اگر وہ ان حضرات میں سے ہیں جو اس بات پر مصر ہیں کہ صاحب ہمیں تو اس نام سے نفرت ہے آپ اردو نام بدل کر اسے ہندوستانی کہا کریں تو ہمیں کوئی جھگڑا نہیں۔ تو بھی ایک بات ہوتی مگر ان کا زبان کے متعلق وہی نظریہ پایا جاتا ہے جو کانگریس کے گرم سربرآوردوں کا تھا ہم سمجھتے ہیں کہ زیر بحث مضمون کا یہ حصہ ایک اضطراری حالت میں لکھا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں دستی تو ازن کا قائم رہنا بہت دشوار ہے۔

مضمون کا آخری حصہ دلچسپی سے خالی نہیں فرماتے۔

"ہندی کے حمایتی کہتے ہیں ہمیں آرزو ہے کہ ہندی شبد بھنڈار کی بڑوتی سنسکرت کی سہایتا سے کی جائے۔ جیسے سنسکرت پودھا تنا ازحد وار ہے سارا شبد کو راشٹر بھاشا ہو جیسے سنسکرت پر آشرت ہونی چاہئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی بیند سمجھا کر چور اربت کو ستا اور دیل گاڑی کو واشپ جونی یان کہہ کر خوش ہوتے ہیں ایسے آدمیوں کی راشٹر میں تقریباً میرا اور نرالا جن کے لئے ہندی میں سمان آسن ہے مگر اب دیکھیے کہ ان نیتا ارہت ہیں جو وہ کالمے لئے ہندی کے دوار چوپٹ کھلے رہنے چاہئیں"

سدرشن صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ

بقیہ مسلسل گذشتہ

ملازمین کے راشن کارڈ

اگر آپ کا ملازم ملازمت ترک کر دے تو اس کا راشن کارڈ بھی اس کے حوالے کر دیجئے اگر وہ راشن کارڈ حاصل کئے بغیر جا چکا ہے تو حلقہ کے دفتر راشن بندی میں اس کا کارڈ داخل کر دیجئے۔

جدید ملازم کو مامور کرتے وقت اس کا راشن کارڈ طلب کیجئے۔ اگر وہ نو وارد ہے تو تفصیلات روانہ کر کے حلقہ کے دفتر سے اس کا کارڈ حاصل کر لیجئے۔

پولیس ان اشخاص کا پتہ چلا رہی ہے جو اپنے برطرف شدہ ملازمین کا کارڈ خود اپنے استعمال میں لا رہے ہیں۔

گاندھی جی اور وائسرائے کی مراسلت

سرکاری پمفلٹ کی اشاعت

نئی دہلی ۱۲۔ اپریل۔ وائسرائے و وزارت داخلہ حکومت ہند اور گاندھی جی کے درمیان اگست ۱۹۴۲ء اور اپریل ۱۹۴۳ء کے درمیان جو مراسلت ہوئی تھی اس کو سرکاری طور پر ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا گیا ہے اس پمفلٹ میں نئی چیز زیادہ وہ خطوط ہیں جو کانگریسی قرارداد اور ۹ اگست ۱۹۴۲ء کے بعد فسادات کی نسبت کانگریس کی ذمہ داری سے متعلق ہیں

گاندھی جی نے اس مراسلت میں جو خاص نقاط پیش کئے وہ حسب ذیل ہیں۔

اس امر کی توضیح کہ ہندوستان سے برطانوی واپسی سے گاندھی جی کی مراد کیا تھی جاپانیوں کا طرفدار ہونے کے الزام کی تردید اس ارادے سے انکار کہ کانگریس اقتدار اپنے لئے حاصل کرنا چاہتی تھی اور کانگریس کے مسلک عدم تشدد اور اس سے ان کی وابستگی۔ گاندھی جی یہ صراحت پیش کرتے ہیں کہ ان کا مطالبہ ہندوستان سے برطانوی اقتدار کی واپسی تھا نہ کہ انفرادی انگریزوں کی واپسی مراسلت میں یہ بیان بھی ہے کہ کس طرح ایک امریکی نامہ نگار نے انہیں ان کے ذاتی عمل کے نقش سے مطلع کیا جن میں ابتدا یہ امر شامل تھا کہ برطانوی افواج ہندوستان سے واپس ہو جائیں نیز اس ضمن میں خصوصی تذکرہ ہے کہ کس طرح اس ... [illegible]

نہیں کی گئی کہ کس طرح افواج کو رہنے کی اجازت دے کر ... [illegible] دوسرا ... کے اصل لائحہ عمل کے خاص منافی کے جواز پر اثر پڑتا ہے یعنی یہ کہ برطانیوں کی ہندوستان میں موجودگی نے ترغیب کا کام دیا اور ان کی واپسی سے ہندوستان جاپانی یورش سے محفوظ و مامون رہتا نیز ساری تحریک عدم تشدد کے لئے وقف ہوتی ہے خاص دلچسپی کے فقرے وہ ہیں جن میں اس سوال سے بحث کی گئی ہے کہ آیا انہوں نے ۱۴ جون ۱۹۴۲ء کو یہ کہا تھا یا نہیں کہ برطانیہ کی واپسی کی تجویز میں شکست و شنید کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں ہے یک اور سوچنے والے جانے کا کوئی سوال نہیں نیز کہ یہ آخر الامر کھلی بغاوت ہے۔

حکومت کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ عدم تشدد کے بارے میں گاندھی جی کے شخصی خیالات خواہ کچھ ہی ہوں ان کے متبعین عملاً ان خیالات پر کاربند نہیں رہے ان پر جو الزام عائد ہے اس کی حقیقی نوعیت یہ ہے کہ فسادات قدرتی تھے اور انہوں نے کھلی بغاوت کا جو اعلان کیا اور اس اعلان سے قبل جو پروپیگنڈا جاری رہا اس کے نتائج و عواقب کی پیش قیاسی کی جا سکتی تھی گاندھی جی کی اس حجت کے جواب میں کہ کوئی تحریک شروع نہیں کی گئی ان کی توجہ خصوصیت کے ساتھ ان کے مبینہ آخری پیغام پر مبذول کرائی گئی ہے۔

گاندھی جی نے اپنے جواب میں اس پیغام کا کوئی ذکر کیا نہیں یہ جواب اس واقعہ کے مد نظر قابل ذکر ہے کہ اس میں پہلی بار یہ صریح خواہش کی گئی ہے کہ کانگریس پر جو الزامات لگائے گئے ہیں انہیں ایک غیر جانبدار عدالت کے روبرو پیش کیا جائے اور اگر خود انہیں مجرم تصور کیا گیا ہے تو ... [illegible] کر دیا جائے۔ گاندھی جی نے ... [illegible]

کی دوبارہ خواہش کی لیکن ان کی یہ درخواست حکومت نے اپنے جواب میں اس وجہ سے رد کر دی کہ اس کی علامت پائی نہیں جاتی کہ اراکان مجلس عاملہ کے خیالات ان کے خیالات سے مختلف ہیں

گاندھی جی اور میرا بین کے باہمی خطوط بھی پمفلٹ میں شامل ہیں اور ان میں گاندھی جی کے اس تردد کی مزید شہادت ملتی ہے کہ وہ لوگ آپ کو جاپانیوں کا طرفدار ہونے کے الزام سے بری قرار دینا چاہتے ہیں۔

ترکی اور جرمنی

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

آنے والے موسم سرما میں ناقوں سے دوچار ہوں تو وہ جنگ جاری نہیں رکھ سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ... [illegible] پر انحصار کر سکتا ہے سب سے زیادہ جس ملک سے اجناس خوردنی کی برآمد ہوتی ہے وہ رومانیہ ہے۔ روسی فوجیں عنقریب رومانیہ پر اپنا آخری حملہ کرنے والی ہیں اور اس کا امکان ہے کہ روسی فوجیں رومانیہ کے کھیتوں پر قبضہ کر لیں۔ غالباً ہنگری بھی بہت جلد میدان جنگ بن جائے گا اس سے جرمنی اجناس کا ذخیرہ فراہم کرنے کی کوشش کرے گا۔

ترکی کے باشندے حالات سے نتائج اخذ کر رہے ہیں اور ترکی حکومت کی روش کی تائید کر رہے ہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ انجام قریب ہے۔ وہ اس زمانہ کی نامہ نہیں کرتے کہ جنگ کو طول دینے میں مدد کی جائے

نوٹس

۵۳ فٹ

از محکمہ ... [illegible] ساکن ... [illegible]

اطلاع ... [illegible]

... [illegible]

اضلاع میں صحت سے متعلق پروپگنڈا

دیہاتیوں کی جہالت بے توجہی اور غفلت کی وجہ سے دیہی علاقوں میں کسی بڑے پیمانہ پر صحت عامہ کی تدابیر اختیار کرنے میں بڑی رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ جب تک یہ رکاوٹیں دور نہ کر دی جائیں پیش نظر مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا ان کو دور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ صحت کے نہایت مفید پروپگنڈے کے ذریعہ دیہاتیوں میں تعلیم صحت پھیلائی جائے اسی مقصد کے پیش نظر محکمہ صحت عامہ سرکار عالی نے صحت سے متعلق پروپگنڈے کے ایک شعبہ کی تنظیم کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ یہ شعبہ دیہی علاقوں میں صحت کے کام کرنے والوں کی خدمات سے استفادہ کرے گا اور ان کی سرگرمیوں میں ہم آہنگی پیدا کرے گا تاکہ تعلیم صحت سے متعلق تمام ممالک محروسہ میں ایک ہی پالیسی پر عمل ہو۔ تدابیر صحت کے متعلق معلومات پھیلانے کے جن جن طریقوں سے ان کام ہے اس اسکیم کے تحت کام لیا جائے گا ان میں پمفلٹ، پوسٹر اور اعلانات وغیرہ تیار کئے جائیں گے۔ صحت کے متعلق تماشے، نمائشیں اور میلوں کی نمائشیں منعقد کی جائیں گی۔ فانوس کے لکچر اور سینمائی فلموں کے دکھانے کے انتظامات کئے جائیں گے۔ دیہی علاقوں میں کسی بڑے پیمانہ پر صحت عامہ کی سرگرمیاں شروع کرنے سے پہلے ان تدابیر کو اختیار کیا جانا ضروری ہے اس اسکیم پر سالانہ اٹھارہ ہزار سات سو روپے کا متوالی خرچ عائد ہوگا۔

شعبہ پروپگنڈہ ولادت و اموات کے اعداد و شمار میلوں اور تقریبات سے متعلق اور وبائی امراض کے پھیلنے پر قابو رکھنے والے ایک خصوصی بیورو کے تحت کام کرے گا جس کے قیام کی منظوری انہیں اجزاء کے علاوہ اخراجات کے ساتھ دی گئی ہے۔ اس بیورو کی نگرانی سول سرجن کے درجہ کا ایک چیف عہدہ دار کرے گا اس بیورو کا قیام اس لئے ضروری خیال کیا گیا کہ کسی مقام پر وبائی امراض کی تاریخ کا وقت کے ساتھ پتہ لگا کر اور ان امراض کے وبا پھیلنے کی وجوہات سے محکمہ صحت عامہ کو کسی وبا کے پھیلنے سے پہلے ہی اس کو روکنے اور اس کے خلاف حفظ تقدم کی تدابیر اختیار کرنے یا اس کے شروع ہوتے ہی اس پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ افسر متعلقہ کا فرض یہ بھی ہوگا کہ وبائی امراض کے پھیلنے کے مرکزوں اور ان کی وجوہات سے مرض کے وبائی طور پر پھیلنے میں پتہ چلانے کے لئے مختلف تحقیقات اور دیکھ بھال کے انتظامات اور ان کی نگرانی کرے۔ مذکورہ بیورو ممالک محروسہ میں مختلف میلوں کے موقعہ پر حفظان صحت کی تدابیر کی نگرانی کرے گا کیونکہ یہی بیماریاں دور دراز کے مقامات تک نہایت تیزی سے شدت کے ساتھ پھیلتا اور پھیلایا جاتا ہے۔

زن اور زمین

اگر آپ کے بیاہ کی گفت و شنید شروع ہو چکی ہے تو جہیز میں زیورات، موٹر، اور نمائشی سامان کی بجائے زمینات حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

زمینات پر غذائی اجناس کی کاشت کر کے اچھی قسم کا غلہ خود بھی کھائیے اور سسرال والوں کو بھی کھلائیے۔

جمعیۃ العلما کانفرنس دہلی

مسلم لیگ کی تائید

جمعیۃ العلما صوبہ دہلی کی کانفرنس ۲۶-۲۷-۲۸ مئی ۱۹۴۴ء کو دہلی میں منعقد ہوئی۔ مولانا فخر الدین صاحب نے کانفرنس کی صدارت فرمائی۔

ہلال احمد صاحب زبیری کاصدر مجلس استقبالیہ نے اپنے خطبے میں جمعیۃ العلمائے ہند کے اجلاس لاہور منعقدہ ۵ مارچ ۱۹۴۴ء کی تجویز کی جانب اشارہ کیا جس میں ہندوستان کے صوبوں کی خود مختاری اور آزادی کی حمایت کی گئی ہے آپ نے فرمایا ہے کہ۔

اگر اس ریزولیشن کو گفت و شنید کی بنیاد بنایا جائے اور اس پر گفتگو ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ لیگ اور کانگریس دونوں اس کے اصول پر متحد ہو سکتے ہیں۔ اس تجویز کی روشنی میں مسلم لیگ کے مطالبہ کی تائید کرتے ہوئے ہلال احمد صاحب نے کہا کہ

مسلم لیگ یہ چاہتی ہے کہ وہ صوبے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے مرکز کی مداخلت سے آزاد ہو جائیں اور وہاں کے مسلمان اپنی مخصوص تہذیب و ثقافت اور قومی خصوصیات کے لحاظ سے آزادی کے ساتھ ترقی کر سکیں یہ مقصد اس قرارداد سے حاصل ہو جاتا ہے۔

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے سیاسی تجویز پیش کی جس میں ہندوستان کی آزادی کا مطالبہ کیا گیا رہنمایان وطن سے اپیل کی گئی کہ اپنے اختلافات دور کر کے متحدہ مطالبہ مرتب کریں۔ تجویز میں جمعیۃ العلما لاہور کی اصولوں کا اعادہ کیا گیا۔ اور صوبوں کے حق خود اختیاری کے علاوہ حق خود مختاری کا اصول بھی تسلیم کیا گیا۔

مولانا احمد سعید صاحب نے فرمایا کہ وہ اپنی علالت کے باوجود جناح صاحب سے ملاقات کریں گے۔ اور گاندھی جی سے ملاقات کرنے کے لئے انہیں ہموار کریں گے۔

کانفرنس میں دیگر مقررین نے بھی ہندو مسلم اتحاد اور کانگریس لیگ سمجھوتہ پر زور دیا اور بتایا کہ بغیر اس کے ملک کا اہم مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے مسلم لیگ کے پاکستان کے مطالبہ کو بار بار وقت کی نزاکت اور ملک کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے جمعیۃ کی تجویز کی بنیاد پر حل کرنے کی تلقین کی۔

اشتہار

عدالت حاضری مدعا علیہ مرتبہ عدالت ولگل محکمہ دیوانی منصفی تعلقہ سرسلہ عدالت
نمبر مقدمہ ۱۳۵۳ف
باجلاس خالد عبد الرحیم صاحب منصف
بادا گنشیا مدعی بنام نگو رملو وغیرہ مدعا علیہم

دعوے

بازیافت مکان

بنام نگو رملو ولد عیبا قوم منور عمر ۳۰ سال پیشہ معمار ساکن ویلوارہ جاگیر تعلقہ سرسلہ

نگو رملا ولد عیبا قوم منور عمر ۳۳ سال پیشہ معمار ساکن ویلوارہ جاگیر تعلقہ سرسلہ

ہرگاہ مدعی نے ایک دعویٰ بازیافت مکان کا عدالت ہذا میں دائر کیا ہے جس میں تمہارے نام عدالت ہذا سے سمن جاری ہوئے مگر وہ تمہاری تعمیل نہیں ہوئے اور تم جان بوجھ کر عدالت ہذا میں غیر حاضر رہے۔ اب بذریعہ اشتہار ہذا تم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تاریخ ۱۸ امرداد یوم کو بوقت ۱۱ بجے دن عدالت ہذا میں حاضر ہو کر مقدمہ کی پیروی کرو ورنہ بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ آج بتاریخ ۲۸ امرداد ۱۳۵۳ف بثبت مہر عدالت و دستخط میرے جاری کیا گیا۔ مہر دستخط منصف۔

پارچہ جات

الیف ۔ ڈی ۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد دکن

فون نمبر ۲۰۴۳

فون نمبر ۲۲۷

خزانۂ عامرہ کی موٹر پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش جے چند ۔ (لاڈ بازار)

بیوپاریوں اور آڈر پر سپلائی کرنیوالا

ہندوستان کے بہترین ٹائیلٹ

نائیلا

نائیلا کریم، اسنو، بریلین ٹائین، آمنڈ ہیر آئیل، لیونڈر استعمال کیجیے۔

سول ایجنٹ:

رینڈیو اینڈ ٹاکی ہوز

روبرو حیدرآباد اسٹیٹ بنک

مجلہ طیلسانین

حیدرآباد دکن کا سہ ماہی رسالہ

اخبار صحیفہ حیدرآباد کی رائے ۔ یہ رسالہ بلند معیار پر پہنچ گیا ہے ۔ یہ رسالہ بہترین معاشی معاشرتی علمی اور تاریخی مضامین پیش کرتا ہے اس میں جامعہ عثمانیہ کے پروفیسر لکچرار اور طیلسانین وغیرہ کے اچھے اور قابل مرغوب مضامین شائع ہوتے ہیں۔

ہماری زبان دہلی کی رائے ۔ بہت کم ایسی نوعیت کے رسالے اس ظاہری اور معنوی شان کے دیکھنے میں آئے ہیں جس کا فخر اس رسالہ کو حاصل ہے واقعیت اور تحقیق سے مالا مال مقالے ذہنیت افروز ہیں۔

انگریزی رسالہ ہندوستانی ریویو پٹنہ کی رائے ۔ یہ رسالہ اردو کا ایک قیمتی اور معیاری رسالہ ہے اس کا حصہ معاشیات میں ساری اردو اور صحافت میں اپنی نوعیت کا واحد نمونہ ہے ۔ مضامین میں ندرت اچھے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

ملنے کا پتہ: دفتر مجلہ طیلسانین ۔ قیمت سالانہ پانچ روپیہ

خانش حمام بلدیہ حیدرآباد دکن

تلج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

روبرو دواخانہ ڈاکٹر اسکر ترپ بازار

مسائل حاضرہ پر چند منتخب کتابیں

جنگ اور اغذیہ ۔ از ڈاکٹر انوار اقبال قریشی ۱۰ر

مسئلہ غذا اور قیمتوں پر نگرانی ۔ از زنگ راؤ عیست ۸ر

جنگ اور مالیہ ۔ از امتیاز حسین خاں ۸ر

ہندوستان کے زر پر جنگ کے اثرات ۔ از محمد احمد خاں ۸ر

جنگ اور غذا کا مسئلہ ۔ از شفیق الرحمن ۱۲ر

حیدرآباد کی صنعتوں پر جنگ کے تاثرات ۔ از نظام الدین احمد ۸ر

حیدرآباد اور قیمتوں پر نگرانی ۔ از احمد عبدالماجد ۸ر

غذا اور اس کی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریاں ۔ از مسز ممتاز لطیف (بی اے آنرز)

حکومت اور نگرانی کا مسئلہ ۔ از امتیاز حسین خاں ۱۲ر

جنگ اور روپیہ ۔ ۱۲ر

اپنی ہر علمی ادبی ضروریات کے لئے کتب کی خرید میں ہمیشہ ہم کو نظر رکھئے

مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد

مہاراجہ ویجیٹیبل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا ہے سفیدی کو روکتا ہے دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا اور فرحت بخشتا ہے

قیمت فی شیشی ۱ر

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض حیدرآباد

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن عثمانیہ دفتر مملکت سے شائع ہوا۔